مقالات ومضامین

فیصل آباد ڈویژن کے علماء سے ناظم اعلیٰ وفاق کا خطاب

حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری
ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان

[۲۶ ربیع الاول ۱۴۳۶ھ بمطابق ۱۸ جنوری ۲۰۱۵ء بروز اتوار، ملک کی عظیم دینی درس گاہ جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد میں، فیصل آباد ڈویژن کے مدارس کے مہتممین کا ایک اجتماع منعقد کیا گیا ہے، جس سے اربابِ وفاق المدارس نے خطاب کیا، اس موقع پر ناظم اعلیٰ وفاق المدارس حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری صاحب نے پُر مغز خطاب کیا اور ''قومی ایکشن پلان'' کے بعد حکومت سے اب تک ہونے والی ملاقاتوں اور مذاکرات کی تفصیل اور ملکی صورتحال کا جائزہ پیش کیا......حضرت ناظم اعلیٰ کا یہ خطاب قارئین کی خدمت میں پیش ہے...ادارہ]

الحمد لله: الحمد لله وكفى والصلوة والسلام على عباده الذين اصطفٰى ،اما بعد

فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم

قال الله تبارك وتعالىٰ:﴿كتب الله لاغلبنَّ انا ورسلى ان الله قوى عزيز Oاولٓئك حزب الله الا ان حزب الله هم المفلحون﴾ (المجادله : ۲۱،۲۲)

وقال الله تبارك وتعالى:﴿ولله العزة ولرسوله وللمؤمنين ولكن المنافقين لايعلمون ﴾ (المنافقون:۸)

وقال الله تبارك وتعالىٰ:﴿ يرفع الله الذين امنوا منكم والذين اوتواالعلم درجات﴾(المجادله: ۱۱)

وقال الله تبارك وتعالىٰ: ﴿ولاتهنوا ولاتحزنوا وانتم الاَعلون ان كنتم مؤمنين ﴾ (آل عمران :۱۳۹)

وقال الله تبارك وتعالىٰ:﴿ هو الذى ارسل رسوله بالهُدى ودين الحق ليظهره على الدين كله ولو كره المشركون ﴾(الصف :۹)

وقال الله تبارك وتعالىٰ: ﴿وقاتلوهم حتى لا تكون فتنة ويكون الدين كله لله﴾ (الانفال: ۳۹)

وقال الله تبارك وتعالىٰ: ﴿ واعتصموا بحبل الله جميعا ولاتفرقوا﴾ (آل عمران: ۱۰۳)

صدق الله العظيم وصدق رسوله النبی الكريم ونحن على ذلك لمن الشاهدين والشاكرين والحمد لله رب العلمين ۔

قابل صد احترام حضرات علماء کرام، دینی مدارس و جامعات کے مہتممین، حضرات اساتذہ کرام وطلبا عزیز، بزرگان مکرم، برادران اسلام...... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

جامعہ امدادیہ میں آمد کا مقصد:...... آج بتاریخ ۲۶ ربیع الاول ۱۴۳۶ھ بمطابق ۱۸ جنوری ۲۰۱۵ء بروز اتوار وطن عزیز اسلامی جمہوریہ پاکستان اور اہلسنت والجماعت کی ایک مشہور و معروف عظیم علمی، دینی درس گاہ جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد میں، فیصل آباد ڈویژن کے مدارس کے مہتممین کی خدمت میں حاضری، ملاقات اور گفتگو کا شرف حاصل ہو رہا ہے۔ میں آپ سب حضرات کا دل کی گہرائیوں سے شکر گزار ہوں کہ مختصر اطلاع پر قُرب و جوار اور دُور دراز سے اپنی تمام تر انتظامی، تدریسی، علمی اور تبلیغی مصروفیات کے باوجود آپ یہاں تشریف لائے اور شکر گزار ہوں وفاق المدارس العربیہ پاکستان مجلس عاملہ کے رکن جامعہ امدادیہ کے مہتمم حضرت مولانا مفتی محمد طیب صاحب، وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے مسئول حضرت مولانا قاری محمد یٰسین صاحب اور وفاق المدارس کے مسئول شیخ الحدیث حضرت مولانا نذیر احمد شاہ صاحب بخاری دامت برکاتہم جنہوں نے اس اجتماع کا اہتمام فرمایا، آپ حضرات سے رابطے فرمائے اور اس اجتماع کو کامیاب بنانے میں اپنی تمام تر کوششیں فرمائیں۔ یہاں بہت سے ایسے حضرات موجود ہیں کہ دل چاہتا ہے کہ ان کا فرداً فرداً نام لے کر شکریہ ادا کروں لیکن وقت کے اختصار کی وجہ سے میں ان سب حضرات کا فرداً فرداً اور آپ کا اجتماعاً شکر گزار ہوں کیونکہ مجھ سے پہلے ہمارے معاون خاص، رفیق کار، وفاق المدارس العربیہ پاکستان پنجاب کے ناظم حضرت مولانا قاضی عبد الرشید صاحب دامت برکاتہم موجودہ حالات کی روشنی میں تفصیلات کافی حد تک بیان کر چکے ہیں، اس لیے میری یہ کوشش ہوگی کہ ان کا تکرار نہ ہو، اگر ہو تو بہت ہی ضروری حد تک ہو۔

اس اجتماع کا تعلق پورے ملک سے ہے:...... جیسا کہ حضرت مفتی محمد طیب صاحب نے فرمایا کہ اجتماع اگرچہ فیصل آباد ڈویژن کے چاروں اضلاع جھنگ، چنیوٹ، ٹوبہ، فیصل آباد کے مدارس کے مہتممین کا ہے اور بعض حضرات دیگر اضلاع سے بھی یہاں تشریف لائے ہوئے ہیں لیکن جو موضوع اور حالات ہیں اس کا تعلق پورے ملک سے ہے اور عین ممکن ہے کہ بہت سے حضرات اپنے بعض عذروں کی بنا پر اس اجتماع میں نہ آسکے ہوں، لہٰذا میری دست بستہ اور درد مندانہ درخواست ہے کہ آپ اپنے جس ذریعے سے بھی اس اجتماع کی رُوداد کو اور رپورٹ کو ملک میں پھیلا سکتے ہیں اور پہنچا سکتے ہیں، ان کو پہنچائیں۔ حاضرین، غائبین تک اس پیغام کو پہنچا دیں تو ان کا احسان ہوگا۔

گفتگو کے تین حصے:...... میں نے یہاں بیٹھے ہوئے چند چیزیں مرتب کیں جو میں آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں میں نے اپنی گفتگو کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے:

پہلا حصہ:...... ملک کی موجودہ صورتحال میں دینی مدارس پر لگائے جانے والے الزامات اور اعتراضات کیا ہیں؟ اور ان کے بارے میں ہمارا مؤقف کیا ہے؟

دوسرا حصہ:...... مدارس کے ذمہ داران کے ساتھ وابستہ ہے کہ آپ کو اِن حالات میں کن کن اقدامات کی طرف خصوصی توجہ دینی چاہیے؟

تیسرا حصہ:...... اربابِ اقتدار کو، اربابِ حکومت کو اور ملک کی سیاسی قیادت کو بالخصوص صوبائی اور مرکزی حکومتوں کو اپنا عزم اور اپنا اعلان و پیغام دینا ہے۔

مدرسہ اک بہار کا نام ہے:...... چونکہ آپ حضرات خود دینی مدارس اور جامعات سے وابستہ اور ان مدارس اور جامعات کی خدمات سے پوری طرح واقف ہیں اس لیے یہ تحصیلِ حاصل ہوگا کہ میں آپ کے سامنے مدارس کی خدمات رکھوں، کیونکہ آپ مجھ سے بہتر جانتے ہیں کہ یہ دینی مدارس کیا خدمات سرانجام دیتے رہے، دے رہے ہیں اور دیتے رہیں گے اور یہ ہماری تاریخ کا وہ روشن باب ہے کہ جن پر ہمیشہ بہار ہی بہار رہے گی، ان شاء اللہ کبھی خزاں نہیں آئے گی۔ مدرسہ اس شاخ کا نام ہے جس پر ان شاء اللہ کبھی بڑھاپا نہیں آئے گا، مدرسہ اس بہار کا نام ہے جس پر کبھی خزاں نہیں آئے گی، مدرسہ اس روشنی کا نام ہے جس پر ان شاء اللہ کبھی اندھیرا نہیں آئے گا۔ ان خدمات کو تو آپ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں، مجھے تو ان اعتراضات اور الزامات کو آپ کے سامنے بیان کر کے اپنا مؤقف بیان کرنا ہے اور یہ مؤقف وفاق المدارس العربیہ پاکستان کا مؤقف ہے، یہ ہماری تمام دینی، سیاسی، مذہبی جماعتوں کا مؤقف ہے اور پاکستان کے درمند، محبِ وطن مسلمانوں کا مؤقف ہے۔

انسانی تاریخ کا المناک سانحہ:...... 16 دسمبر 2014ء کو آرمی پبلک اسکول پشاور میں جو انسانی تاریخ کا المناک، دردناک، اندوہناک سانحہ پیش آیا، اس سانحہ میں ڈیڑھ سو کے قریب نونہال، معصوم بچوں کو شہید اور ڈیڑھ سو بچوں کو زخمی کر دیا گیا، اس سانحہ کی ہم سب نے مذمت کی، ہمارے مدارس میں باقاعدہ قرآن پاک پڑھ کر ایصالِ ثواب کیا گیا، دعائیں کی گئیں، شہید بچوں کے درجاتِ آخرت کی بلندی اور سرفرازی کے لیے دعائیں ہوئیں، اُن شہید بچوں کے خاندانوں اور ورثاء سے یکجہتی اور ہمدردی کا اظہار کیا گیا، کئی مقامات پر مظاہرے ہوئے، پریس کانفرنسیں ہوئیں اور 19 دسمبر کو وفاق المدارس نے دیگر جماعتوں کی طرح پورے ملک میں یومِ احتجاج اور یومِ مذمت کی اپیل کی، پورے ملک کی مساجد میں علماء نے اپنے خطباتِ جمعہ میں اس سانحہ کی مذمت کی، ملک کی سلامتی کے لیے دعائیں کیں۔ جس وقت یہ سانحہ پیش آیا میں سعودی عرب میں تھا، مدینہ منورہ میں تھا جو ملتا وہ ہم سے تعزیت کرتا اور دُکھ اور افسوس کا اظہار کرتا،

پوری دنیا میں اس سانحہ کا کرب، دکھ اور درد محسوس کیا گیا۔ حرمین شریفین کے ائمہ عظام نے اپنے خطباتِ جمعہ میں مکۃ المکرّمۃ، مدینہ طیبہ میں، مسجد حرام میں، مسجد نبوی میں اس سانحہ کا ذکر کیا اور لوگوں سے دعا کروائی۔

دفاعِ مدارس میری زندگی کا مقصد:...... میں ابھی وہیں تھا کہ اس سانحے کے بعد ملک کی جو صورتحال ہوئی اس کے متعلق بہت سے ٹیلی فون آنے لگ گئے اور دینی لوگوں کی طرف سے بالخصوص اہل مدارس کی طرف سے پریشانی کا اظہار ہونے لگا اور مجھ سے یہ کہا گیا کہ تم فوراً واپس پاکستان آجاؤ۔ میں اپنا حرمین شریفین اور عمرہ کا سفر مختصر کر کے فوراً پاکستان واپس پہنچا اور یہ امر واقع ہے کہ میں واپس پاکستان 22 دسمبر کو آیا اور اس دن سے لے کر آج 18 جنوری تک دن ہو یا رات، صبح ہو یا شام...... میرا وقت دینی مدارس کے دفاع میں اور تحفظ میں گزر رہا ہے اس سے پہلے بھی زندگی اسی میں گزری اور آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ اس کو میری بخشش کا اور مغفرت اور نجات کا ذریعہ بنادے اور کوئی نیکی تو نہیں ہے لیکن تحدیث بالنعمۃ کے طور پر عرض کرتا ہوں کہ الحمدللہ آپ حضرات نے اِن کندھوں پر جو اعتماد کیا ہے اور ذمہ داری ڈالی ہے، میں نے ایک لمحہ بھی اس میں کوتاہی نہیں کی، صبح کہیں ہوتا ہوں شام کہیں ہوتا ہوں، دن کہیں ہوتا ہوں رات کہیں ہوتا ہوں اور پورے چوبیس گھنٹے مدارس کے طلباء و اساتذہ کے تحفظ اور دفاع میں اور مخالفین سے گفتگو اور بات چیت میں اور مکالمے میں گزر رہے ہیں، اس عرصہ میں کبھی کراچی، کبھی پشاور، کبھی اسلام آباد، کبھی لاہور، کبھی فیصل آباد، کبھی ساہیوال، کبھی کہیں، اور پوری دنیا اور پورے ملک سے رابطے، مدارس سے رابطے، ٹیلی فونوں پر، ای میلز کے ذریعے کیے گئے۔

برہان بمقابلہ بحران:...... اس پورے عرصے میں جو سوالات اور اعتراضات اور الزامات اٹھائے گئے وہ کوئی نئے نہیں ہیں سب پُرانے ہیں، سب بے حقیقت ہیں، سب فرضی ہیں، اُن کے اندر کوئی حقیقت نہیں اور الحمدللہ ہم اپنے مؤقف پر دلائل رکھتے ہیں اور ہم نے ہر دور میں ہر ''بحران'' کا مقابلہ ''برہان'' سے کیا ہے اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جب ''بحران'' کا مقابلہ ''برہان'' سے ہوگا تو فتح ہمیشہ ''برہان'' اور دلیل کی ہوگی، اسی لیے کہا گیا: ﴿ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین﴾ (النمل:٦٤)

مدارس کے خلاف مہم عالمی ایجنڈا ہے:...... گذشتہ روز اسلام آباد میں وفاقی وزیر داخلہ محترم جناب چوہدری نثار علی خان صاحب اور پارلیمانی قائدین کے ساتھ اتحادِ تنظیماتِ مدارس پاکستان کے مرکزی قائدین کی جو طویل میٹنگ ہوئی، میں اس کا حال بھی آپ کے سامنے رکھوں گا لیکن ایک بات روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ جس طرح نائن الیون (9/11) کے واقعے کی آڑ میں عالمی طاقتوں نے اسلام اور مسلمانوں کو اپنا ہدف اور ٹارگٹ بنایا اور اسلام کو دہشت گردی کا مذہب اور مسلمانوں کو دہشت گرد کہا، سانحہ پشاور کی آڑ میں بھی لادین اور سیکولر طبقے نے دین اور مذہبی لوگوں، علماء اور مدارس کو ہدف اور نشانہ بنایا اور ان کے اوپر دہشت گردی، عسکریت پسندی، تشدد اور انتہاء پسندی

کے الزام لگائے ۔جس طرح اسلام پر یہ الزام غلط ہے اور مسلمانوں پر یہ الزام غلط ہے اسی طرح مدارس پر، علماء پر، مدارس کے اساتذہ اور طلباء پر اور دینی جماعتوں پر بھی یہ الزام اُس سے زیادہ غلط ہے، پوری طرح غلط ہے، وہ بھی سو فیصد غلط ہے یہ بھی سو فیصد غلط ہے اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ الزام باقاعدہ منصوبہ کے تحت ہے اور یہ بات بھی میں آپ کو عرض کردوں کہ دینی مدارس کے خلاف یہ مہم ہمارے ملک کا ایجنڈا نہیں ہے، یہ ہماری حکومت کا ایجنڈا نہیں ہے، یہ عالمی ایجنڈا ہے، یہ بین الاقوامی ایجنڈا ہے۔

ملکی سیاسی قائدین سے میٹنگ:......سانحہ پشاور کے بعد پہلا اعتراض اور پہلا الزام یہ لگایا گیا کہ دینی مدارس دہشت گردی کے اڈے اور مراکز ہیں اور نرسریاں ہیں، یہاں سے دہشت گرد نکلتے ہیں اور اس کے بارے میں جو دلائل دیے گئے، وہ یہ ہیں کہ جو ملک میں دہشت گردی کے واقعات ہوئے ہیں جو لوگ اس میں پکڑے گئے ہیں اُن کا تعلق کسی نہ کسی مدرسے کے ساتھ ہے، وہ کسی کے مدرسے کے طالب علم ہیں یا تھے، پڑھ رہے ہیں یا پڑھتے تھے، زیادہ تر یہ کہ پڑھتے تھے اور بعض میڈیا چینلز میں ایسے پروگرام بھی نشر کیے گئے کہ جن میں یہ کہا گیا کہ فلاں دہشت گرد نے فلاں مدرسے میں تعلیم حاصل کی، اس نے فلاں مدرسے میں تعلیم حاصل کی اور عوام کا ذہن ہمارے خلاف بنایا گیا۔ یہ تھی میٹنگ جو وزیر داخلہ کی صدارت میں ہوئی اور جیسے قاضی صاحب نے فرمایا کہ تمام پارلیمنٹ میں نمائندگی رکھنے والی سیاسی جماعتیں، اُن کے پارلیمانی لیڈر بھی وہاں موجود تھے ۔ایم کیو ایم، پیپلز پارٹی، عوامی نیشنل پارٹی، قومی وطن پارٹی، مسلم لیگ، جمعیت علماء اسلام، جماعت اسلامی، تحریک انصاف......تمام جماعتوں کے پارلیمانی قائدین، سیاسی قائدین وہاں پر موجود تھے اور تنظیمات مدارس کے تمام نمائندے بھی موجود تھے یہ بات وہاں پر بھی کی گئی۔

میرے دوست و احباب! اس بارے میں ہم نے وہاں جو موٴقف دیا جو کہ حقیقت پر مبنی ہے، وہ یہ ہے کہ ہمارے مدارس کا بطور مدارس ہمارے جامعات کا بطور جامعات بحیثیت جامعات دہشت گردی اور انتہاء پسندی اور تشدد سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہمارے مدارس دہشت گردی کی نرسریاں نہیں اسلام کی نرسریاں ہیں، بلکہ اسلام کے سرچشمے ہیں، دینی مدارس پر دہشت گردی کا الزام جھوٹ، بدنیتی پر مبنی ہے یا غلط فہمی پر یا منفی پروپیگنڈے پر مبنی ہے، اس کا زمینی حقائق سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

ملک میں جاری دہشت گردیاں:......ہم نے یہ کہا کہ ملک میں دو طرح کی دہشت گردی ہو رہی ہے۔ایک دہشت گردی فرقہ وارانہ دہشت گردی ہے، شیعہ سنی کو، سنی شیعہ کو مار رہا ہے، آپ اور میں انکار نہیں کر سکتے، اس عنوان پر قتل وغارت ہوئی ہے اور ہو رہی ہے ۔دوسری عمومی دہشت گردی ہے، بم پھٹ رہے ہیں، خودکش حملے ہو رہے ہیں، ان دونوں قسم کی دہشت گردیوں کا تعلق مدارس کے ساتھ نہیں ہے۔

فرقہ وارانہ دہشت گردی کا مدارس سے کوئی تعلق نہیں:......فرقہ وارانہ دہشت گردی شیعہ اور سنی کا قتل عام، اگر چہ

اختلافات پہلے بھی تھے اور ہیں، فسادات نہیں تھے، اختلافات نے فسادات کا رنگ اور قتل وغارت کا رنگ جو اختیار کیا ہے اور فرقہ وارانہ دہشت گردی جو ملک میں آئی ہے اور دونوں طرف سے لوگ مارے گئے ہیں قتل ہوئے ہیں اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا لیکن اس فرقہ وارانہ دہشت گردی کا تعلق ہمارے ایک ہمسایہ ملک کے انقلاب کے ساتھ ہے، مدارس کے ساتھ نہیں ہے، یہ کل میں نے کہا ہے، قاضی صاحب گواہ ہیں، موجود ہیں، میں نے ان سے کہا کہ آپ اس پر ثبوت لے آئیں، مدرسہ اس ہمسایہ ملک کے انقلاب سے پہلے بھی تھا اور یہ اختلافات پہلے بھی موجود تھے لیکن اس طرح کا قتل عام اور دہشت گردی نہیں تھی، اگر مدرسے کی وجہ سے فرقہ وارانہ دہشت گردی ہوتی تو پھر پہلے بھی ہوتی لیکن پہلے نہیں تھی، بعد میں ہوئی ہے تو اس کا تعلق ہمارے مدارس سے نہیں ہے بلکہ انقلاب ایران کے ساتھ ہے اس کا الزام مدارس کو نہ دیا جائے۔

جہاد افغانستان اور ہماری حکومت:......دوسری عمومی دہشت گردی یہ جو عام دہشت گردی ہوئی بم بلاسٹ ہو رہے ہیں خودکش حملے ہو رہے ہیں، میں نے کہا اس کا تعلق بھی مدرسے کے ساتھ نہیں ہے، اس کا تعلق افغانستان کے حالات کے ساتھ ہے، یہ ایک کھلی حقیقت ہے۔ جس وقت افغانستان میں سوویت یونین کی فوجیں آئیں تو ریاست نے، اسٹیٹ نے، حکومت نے افغانستان کی جنگ کو اپنی جنگ کہا اور اس کے لیے ریاست نے فیصلہ کیا کہ ہم افغانستان کے جہاد کا حصہ بنیں گے، امریکہ سمیت پوری دنیا افغان جہاد میں آئی، جنگ میں آئی اور اس حقیقت سے کوئی انکار بھی نہیں کر سکتا تو اس وقت آپ نے، خود حکومت نے، ریاست نے اور ریاستی اداروں نے کہا کہ افغانستان جا کے لڑنا ہے، تو پھر جب آپ نے کہا کہ لڑنا ہے تو کسی سیکولر اور لادین نے تو جا کر نہیں لڑنا تھا، اس نے لڑنا تھا جس نے جہاد پڑھا تھا، لڑنا اس نے تھا جو جہاد کو عبادت سمجھتا ہے، لڑنا اس نے تھا جس کا جہاد پر یقین ہے، ایک بازار کے آدمی نے ایک سیکولر اور لادین آدمی نے تو جہاد میں نہیں جانا تھا، اسی نے جانا تھا جو جہاد میں جانا عبادت سمجھتا ہے جو جہاد کو شریعت کا حکم سمجھتا ہے جو اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے جہاد کو ضروری سمجھتا ہے، تو آپ نے خود اس مذہبی حلقے اور طبقے کو تیار کیا، ٹریننگ دی اور ٹریننگ دے کر آپ نے ان کو جہاد میں بھیجا۔ میں نے کہا آپ ٹریننگ دینے والے استادوں کو تو نہیں پکڑ رہے لیکن لینے والے شاگردوں کو پکڑ رہے ہیں، ٹریننگ دینے والا سلیم اللہ خان نہیں تھا، ٹریننگ دینے والا فضل الرحمٰن نہیں تھا، ٹریننگ دینے والا کوئی نہ کوئی جنرل تھا، کوئی آرمی کا افسر تھا۔ ہم نے ٹریننگ نہیں دی۔

یہ تفریق کیوں؟......ہم جہاد کی تعلیم دیتے ہیں اور دیتے رہیں گے ان شاء اللہ، جہاد کی تعلیم دیتے تھے دیتے ہیں اور دیتے رہیں گے ان شاء اللہ۔ لیکن میں نے کہا کہ جہاد کا پڑھنا پڑھانا تو عبادت ہے قرآن سے "جہاد" کیسے نکالا جا سکتا ہے، کل میں نے کہا کہ میں آپ سے کہتا ہوں کہ آپ قرآن پڑھائیں تو وہاں جہاد کی آیتیں آئیں گی، نہیں پڑھاؤ گے؟ جہاد کے احکام نہیں بتاؤ گے؟ اگر دنیا کی یونیورسٹیوں میں ایٹم بم بنانے کا طریقہ سکھایا جاتا ہے، ایٹم بم بنانے کی تھیوری

پڑھائی جاتی ہے، ایٹم بم بنانے کا پورا ڈیزائن بتایا جاتا ہے وہ اگر جرم نہیں ہے تو جہاد پڑھانا کیسے جرم ہو گیا؟

وزیراعظم سکریٹریٹ میں پیش کردہ حقائق:......میرے دوستو! آپ قاضی صاحب سے پوچھیں، کل جب وہاں وزیراعظم سیکرٹریٹ میں جب میں مؤقف پیش کررہا تھا پورے ہاؤس پر سناٹا طاری تھا، سکتہ طاری تھا کیونکہ ہمارے پاس دلائل ہیں اور حقائق ہیں۔ میں نے ان سے کہا کہ اس کی ٹریننگ کس نے دی تھی؟ یہ اپنی جگہ ٹھیک ہے کہ وہ مسلمانوں کے مفاد میں تھی، لیکن ٹریننگ دی کس نے تھی؟ آج آپ استاد کو کچھ نہیں کہہ رہے شاگرد کو پکڑ رہے ہیں، ٹریننگ دینے والے کو کچھ نہیں کہہ رہے وہ امن پسند ہے اور ٹریننگ جس نے تم سے لی وہ دہشت گرد ہو گئے۔ تو اس کا تعلق بھی مدرسے سے نہیں کیونکہ مدرسہ تو افغان جہاد شروع ہونے سے پہلے بھی تھا، یہ تو انیس سو اناسی (۱۹۷۹ء) کی بات ہے اور ہمارے مدرسے تو اس سے بھی پہلے سے ہیں، دارالعلوم فیصل آباد انیس سو باسٹھ (۱۹۶۲ء) کا ہے اور ہمارا خیرالمدارس انیس سو سینتالیس (۱۹۴۷ء) سے ہے اور کتنے مدرسے ایسے ہیں جو انیس سو سینتالیس، چالیس، پچاس، پچپن، ساٹھ، ستر میں بنے ہیں اور یہ افغان جہاد سے پہلے بھی تھے، اگر مدرسے کی وجہ سے یہ واقعات ہوتے تو اس سے پہلے بھی ہوتے، تو فرقہ وارانہ دہشت گردی کا مدرسے سے کوئی تعلق نہیں ہے اور عمومی دہشت گردی جو ہو رہی ہے ملک میں اس کا بھی مدرسے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ مدرسے کو بدنام نہ کرو! اور میں نے یہ کہا کہ آپ نے جس طرح یہ رپورٹیں بنائی ہیں کہ فلاں نے فلاں مدرسے میں پڑھا، فلاں نے فلاں مدرسے میں پڑھا۔ ذرا وہ رپورٹیں بھی سامنے لاؤ کہ کس کس نے یونیورسٹیوں میں پڑھا؟ کس کس نے کالجوں میں میں پڑھا؟ جتنے بڑے واقعات، کامرہ ایئر بیس کا واقعہ، پشاور ایئر بیس کا واقعہ اسی طرح جی ایچ کیو (GHQ) کا واقعہ، کراچی کے واقعات...... یہ جتنے واقعات ہیں ان میں دیکھیے کہ کتنے وہ لوگ ہیں جو مدرسوں کے پڑھے ہوئے ہیں؟ اور کتنے یونیورسٹیوں کے پڑھے ہوئے ہیں؟ کتنے عام لوگ ہیں؟ آپ کو ہماری تعداد کم ملے گی، آپ کی تعداد زیادہ ہوگی اور میں درخواست کرتا ہوں میڈیا سے انصاف کی توقع رکھتا ہوں کہ آپ کا کردار آزادانہ اور غیر جانب دارانہ ہوتا ہے، جس طرح آپ نے یہ رپوٹ نشر کی ہے کہ فلاں کا تعلق فلاں مدرسے سے ہے، فلاں جگہ اس نے پڑھا، ذرا یہ بھی بتلاؤ کہ یونیورسٹیوں میں پڑھنے والے لوگ کون کون تھے؟ جو ان واقعات میں ملوث تھے، انہوں نے کن یونیورسٹیوں میں پڑھا اس کی بھی تفصیل سامنے لاؤ! پھر ہمارا مؤقف یہ ہے کہ ہم یہ نہیں کہتے کہ ہمارا پڑھا ہوا مدرسے کا کوئی کسی غیر قانونی کاروائی میں ملوث نہیں ہوگا، ہو سکتا ہے، یہ فرشتے نہیں ہیں لیکن یہ ان کا ذاتی فعل ہے، مدرسے کا فعل نہیں، یہ انفرادی فعل ہے اس کا ادارے سے کوئی تعلق نہیں، اگر کسی غیر قانونی کاروائی میں کوئی مدرسے کا استاد یا طالب علم ملوث ہو تو اس کا یہ ذاتی فعل ہے وہ مدرسہ اور ادارہ اس میں شامل نہیں ہے۔ جس طرح یونیورسٹیوں اور کالجوں کے پڑھے ہوئے لوگ کتنے ڈکیتی کے واقعات، اغواء برائے تاوان میں، قتل کے واقعات میں، دہشت گردی کے واقعات میں ملوث ہیں، کبھی آپ نے اُن کو یہ نہیں کہا کہ اس یونیورسٹی نے یہ کیا ہے، کالج نے یہ کیا ہے، یہ انصاف کے خلاف ہے کہ اُن کے

بارے میں تو کہو کہ فلاں آدمی نے یہ کیا اور یہاں الزام لگا دو کہ فلاں مدرسے نے یہ کیا۔

حالانکہ مدرسوں کا اس سے کوئی تعلق نہیں اور میں نے کہا میں ذمہ داری سے کہتا ہوں کہ اگر کوئی مدرسہ ملوث ہے تو آپ اس کے ثبوت لائیں کہ مدرسے کے مہتمم اور استاد نے کہا ہو کہ فلاں کو قتل کردو! آپ اس کا ثبوت لائیں اگر آپ کے پاس ثبوت ہوگا اور اس کے اوپر مضبوط دلیل ہوگی تو ہم پانچوں وفاق اور تنظیمات میں اگر وہ مدرسہ شامل اور ممبر ہوگا تو ہم اس کی رکنیت ختم کردیں گے، آپ جو اس کے خلاف کاروائی کریں گے ہم تعاون کریں گے، کیونکہ اس نے ہم سب کو بدنام کیا۔ ذرا لاؤ تو صحیح! کل کی میٹنگ میں بھی ہم مطالبہ کرتے رہے ہیں کہ وہ لاؤ چار فیصد، پانچ فیصد، دو فیصد جو آپ کہتے ہیں وہ ذرا نام تو لاؤ! ایک نام بھی وہ نہیں دے سکے، ہم نے بار بار مطالبہ کیا، ثبوت کے ساتھ نشاندہی کرو۔

خفیہ اداروں کی رپوٹیں جانبداری پر مبنی ہیں:...... مجھے معلوم ہوا ہے کہ بعض اضلاع کی پولیس اور ان کے خفیہ ادارے یہ رپورٹیں مرتب کررہے ہیں کہ کس نے کس مدرسے میں پڑھا تھا۔ یاد رکھو! تمہاری یہ رپورٹیں جانب داری پر مبنی کہلائیں گی، جب تک تم کالج و یونیورسٹی کے بارے میں بھی نہیں بتاؤ گے کہ ان کے اندر کن لوگوں نے تعلیم حاصل کی ہے اور یہ تمام رپورٹیں جو آپ بنا رہے ہیں یہ ہمارے لیے جعلی ہیں، حقیقت سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے، ہم انھیں مسترد کرتے ہیں، مدرسے سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے، لہٰذا ہمارا یہ مؤقف ہے کہ مدرسوں پر دہشت گردی، تشدد اور انتہاء پسندی کا الزام بالکل غلط ہے۔

مدارس امن و تعلیم کے مراکز ہیں:...... مدارس تو امن کی تعلیم اور سلامتی کی تعلیم دیتے ہیں۔ مجھے مدرسے نے یہ پڑھایا ہے: ﴿من قتل نفساً بغیر نفس او فساد فی الارض فکأنما قتل الناس جمیعا﴾ (المائدہ:۳۲)

ایک انسان کا قتل پوری دنیا کے انسانوں کا قتل ہے۔ یہ مجھے مدرسے نے پڑھایا ہے: ﴿من قتل مؤمنا متعمدا فجزاء ہ جھنم خالدا فیھا وغضب اللہ علیه ولعنه واعدله عذابا عظیما﴾ (النساء:۹۳)

ان تمام باتوں کی تعلیم مجھے مدرسوں نے دی ہے۔ مدرسہ امن کی تعلیم کا مرکز ہے، لہٰذا مدرسوں پر انتہاء پسندی اور تشدد کا الزام لگانا بالکل غلط ہے اور پھر ہم نے یہ بھی کل کہا، اس سے پہلے بھی کہا کہ آپ الزام لگاتے ہیں مبہم، ہم نے وزیر داخلہ سے کہا کہ آپ نے کہا کہ نوّے فیصد (90%) مدرسے ٹھیک ہیں، دس فیصد (10%) مدرسے خراب ہیں، تو جب آپ اس طرح پر الزام لگاتے ہیں۔ پرویز مشرف کہتا تھا دو فیصد (2%) خراب ہیں ایک فیصد (1%) خراب ہیں، تو عدد بڑھ گیا ہے "دس فیصد"...... میں نے کہا پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ نام لیں نشاندہی کریں ان چار، پانچ، دس فیصد کے چکر سے نکلیں، آپ مبہم الزام جب لگاتے ہیں تو ہر مدرسہ مشکوک ہوجاتا ہے کہ شاید یہ مدرسہ دس فیصد، چار فیصد، دو فیصد میں ہو، اب کیا پتہ یہ جامعہ امدادیہ، دارالقرآن، دارالعلوم، یہ مدرسے نوے فیصد میں آتے ہیں یا دس فیصد میں۔

یہ جو نامعلوم ایف آئی آر (FIR) ہے، یہ جو نامعلوم مقدمہ ہے جس کو چاہو، نامعلوم ایف آئی آر میں پکڑلو، آپ ان

کے نام لیں نشاندہی کریں ثبوت کے ساتھ کہ کون سے مدرسے ہیں جو دہشت گردی میں ملوث ہیں، ثبوت صحیح ہوگا ہم خود آپ کے ساتھ تعاون کریں گے، اس کے خلاف کاروائی کریں گے، آپ کے ساتھ کھڑے ہوں گے لیکن مبہم الزام لگا کر تمام مدارس کو مشکوک نہ کریں! تمام مدارس کو بدنام نہ کریں! اور آپ کے مبہم الزام کو ہم مسترد کرتے ہیں، ہم اس کو قبول کرنے کو تیار نہیں ہیں۔ جو حکومت ان چار پانچ فیصد مدرسوں کا نام لینے سے ڈرتی اور گھبراتی ہے وہ ان کے خلاف کارروائی کیا کرے گی؟ نام لو ان کا! تاکہ پتا چلے کون خراب ہے؟ کون صحیح ہے؟ اس طرح آپ ہم سب کو بدنام کر دیتے ہو اور یہ مبہم الزام، عدل وانصاف کے منافی ہے۔

قومی ایکشن پلان میں مدارس کے بارے میں تین نکات:......دوسری بات جو مجھے آپ سے عرض کرنی ہے جو ہم نے ان میٹنگوں میں بھی کہی ہے۔ سانحہ پشاور کے بعد ہمارے مدارس کو ہدف بنایا گیا حالانکہ سانحہ پشاور میں ملوث لوگ جنہوں نے اعتراف بھی کیا، وہ کوئی مدرسوں کے لوگ نہیں ہیں۔ میں نے کل میٹنگ میں یہ بھی کہا کہ اکثر آپ کہتے ہیں کہ تاجک وغیرہ غیر ملکیوں نے یہ کاروائی کی ہے اور وہ ذمہ داری قبول کر رہے ہیں، وہ جب پاکستان کے بھی نہیں ہیں تو مدرسوں کے کیا ہوں گے، دوسرے ملکوں کے لوگ ہیں آپ کی ذمہ داری ہے کہ آپ ملک کی سیکورٹی بہتر کریں۔

اس سانحۂ پشاور کے بعد حکومت کی طرف سے ایک نیشنل پلان آیا، "قومی ایکشن پلان" اور انہوں نے کہا کہ دہشت گردی کو ہم جڑ سے اکھاڑیں گے، قوم متحد ہے، ہم دہشت گردی کا قلع قمع کریں گے اور یہ بہت اچھی بات ہے، ہونا چاہیے۔ قومی ایکشن پلان، نیشنل ایکشن پلان آیا تو اس میں مدارس کا ذکر کیا گیا اور یہ کہا گیا کہ ہم اٹھارہ انیس بیس کام کریں گے، اُن میں ایک یہ کہ ہم دینی مدارس کی رجسٹریشن کریں گے، دینی مدارس کو قانون کا پابند بنائیں گے، دینی مدارس کو ملنے والے چندوں اور فنڈ کا پتا لگائیں گے کہ یہ فنڈنگ کہاں سے ہوتی ہے۔ یہ تین باتیں ہمارے حوالے سے اس میں آئیں اور ہم نے اس کے اوپر فوراً اپنا مؤقف دیا کل کی میٹنگ میں اور اس سے پہلے میٹنگوں میں بھی دیا کہ اٹھارہ کروڑ ملک کے نمائندہ وزیراعظم چوبیس دسمبر کو آل پارٹیز کانفرس کے بعد قوم سے خطاب میں نیشنل ایکشن پلان دے رہے ہیں اور مدرسوں سے متعلق وہ بات بیان کر رہے ہیں جو بالکل واقعہ اور حقیقت کے خلاف ہے میں نے کہا کہ میں یہ نہیں کہتا کہ ہمارا وزیراعظم اتنا بے خبر ہے کہ اس کو صحیح صورتحال کا پتا نہیں اور وہ ادارے، وہ وزارتیں وہ حکومت کے لوگ اتنے بے خبر ہیں کہ اُن کو جو بات بتائی، وہ غلط بتائی۔ انہوں نے کہا کہ دینی مدارس کی رجسٹریشن ہونی چاہئے۔

مدارس کی رجسٹریشن کرنا حکومت نے بند کیا:......دینی مدارس کی رجسٹریشن تو کوئی مسئلہ ہی نہیں ہے وہ تو کوئی متنازعہ بات ہی نہیں ہے، وہ تو کوئی ایشو ہی نہیں ہے، وہ تو کوئی اختلافی چیز نہیں ہے، وہ تو طے ہو چکی ہے اور مدارس کو کبھی رجسٹریشن سے انکار نہیں رہا، ہمارا خیر المدارس 1953ء میں رجسٹرڈ ہوا، اس سال سے اب تک رجسٹرڈ ہے اور آپ میں سے بھی کئی حضرات کے مدرسے بہت پرانے زمانے سے رجسٹرڈ ہیں۔ ہمیں کوئی انکار نہیں ہے۔ 1994ء میں جب

بینظیر صاحبہ مرحومہ وزیر اعظم تھیں تو انہوں نے پابندی لگادی اور کہا مدارس کی رجسٹریشن بند کردو۔ ہم نے بند نہیں کی وہ آپ نے بند کی اور ہم کہتے رہے کہ یہ پابندی ہٹاؤ۔ دس سال تک حکومت کی طرف سے مدارس کی رجسٹریشن پر پابندی رہی۔ ہم 2-2001ء سے مطالبہ کررہے تھے، پرویز مشرف اس زمانے میں ملک کے سربراہ تھے انہوں نے ہمارے مطالبے پر کمیٹی بنائی، مذکرات ہوئے اور رجسٹریشن کے قانون میں دفع اکیس (21) کا اضافہ ہوا اور ہمارے درمیان اتفاق ہوا، طریقہ کار طے ہوا، فارم چھپے اور پورے ملک میں کہا گیا کہ رجسٹریشن کراؤ۔ مدارس نے درخواستیں دے دیں لہٰذا 5-2004ء سے مسئلہ حل ہے رجسٹریشن ہوتی رہی آپ کے دفتروں کے لوگوں نے، سرکاری اہلکاروں نے، بیورو کریٹس نے اپنی طرف سے کچھ اضافے کردیے اور اضافی فارم دینا اور قانون بنانے شروع کردیے، تنگ کرنا شروع کردیا، ہماری رجسٹریشن رُک گئی، اس کی ذمہ داری ہم پر نہیں ہے حکومت کے اداروں پر ہے، ہم نے کہا آپ رپورٹ منگوائیں کہ ہر ضلع میں کتنی ہماری درخواستیں ملتوی پڑی ہیں تو آپ کو اندازہ ہوجائے گا کہ کتنی درخواستیں زیر التواء ہیں۔ اس کی ذمہ داری آپ پر ہے ہم پر نہیں اور مدارس کی رجسٹریشن سے انکار، نہ تھا، نہ ہے، نہ ہوگا، ہم کھلی کتاب ہیں، یہ کہنا کہ رجسٹریشن کریں گے گویا یہ تأثر ہے کہ نہیں ہورہی حالانکہ ہورہی ہے تو قومی ایکشن پلان میں مدارس کی رجسٹریشن کا ذکر حقائق سے لاعلمی کی دلیل ہے۔

مدارس ملکی قوانین کے پابند ہیں:......اور یہ کہنا کہ مدارس کو ملک کے قانون کا پابند بنائیں گے، ہم پہلے سے ملک کے قوانین کے پابند ہیں، ہم آئین کا احترام کرتے ہیں، ہم تو وہ قانون بھی مانتے ہیں جو صرف ہمارے لیے بنے ہیں اور امتیازی ہیں، ہم نے تو ان کو بھی قبول کیا ہوا ہے، ہم تو سب قوانین کو مانتے ہیں، لہٰذا قانون کی پابندی کا ذکر بھی خلاف واقعہ ہے۔

ڈی چوک کے دو مظاہروں میں فرق:......تیسری بات یہ آئی کہ مدرسوں کی فنڈنگ، میں نے کہا کہ اصل کرپشن کے الزامات تو ابھی ڈی چوک میں آپ پر لگتے رہے ہیں، ہمارے اوپر تو آج تک نہیں لگے بلکہ جب انہوں نے کہا کہ جناب یہ آپ کے طلبہ کے ہاتھوں میں ڈنڈے تھے، انتہاء پسند ہیں، میں نے کہا کہ ابھی چند دن قریب کی بات ہے، یہ جو ابھی مارچ شروع ہوئے تھے کوئی انقلاب مارچ، تو کوئی اور مارچ، لاہور سے اسلام آباد اور ڈی چوک پر بھی رہے اور ماڈل ٹاؤن کا بھی، وہاں پر ڈنڈے وہ ہمارے طلبہ کے ہاتھوں میں تھے یا کالجوں و یونیورسٹیوں کے پڑھے ہوئے لڑکوں کے ہی نہیں بلکہ لڑکیوں کے ہاتھوں میں بھی تھے، یہ دھرنوں میں کون لوگ تھے؟ یہ مدرسوں کے لوگ تھے؟ اور آپ کی ہاتھا پائی ہوئی ہے، لڑائیاں ہوئی ہیں، پولیس کے ساتھ، ایک دوسرے پر اٹیک ہوئے ہیں، قتل ہوئے ہیں، اس میں مدرسہ کہاں نظر آتا ہے، آپ کے باشندے تھے۔ ہم نے یہاں مظاہرہ کیا تھا پارلیمنٹ ہاؤس کے باہر اسلام آباد میں، قرآن ہاتھ میں لے کر، ہمارے ہاتھ میں قرآن اور تمہارے ہاتھ میں ڈنڈے تھے، اسی، ڈی چوک میں، یہی گواہ ہے ہم نے یہاں قرآن اور کتاب بردار مظاہرہ کیا تھا آپ میں سے کئی حضرات کو یاد ہوگا ہمارے پاس کہاں سے ڈنڈے آئے؟ تو میں نے کہا یہ تینوں

باتیں مدارس کی رجسٹریشن، قوانین کی پابندی، اوران کی آمدنی کے ذرائع، یہ تینوں چیزیں اس میں خلاف واقعہ آئیں۔

مدارس کی آمدن وخرچ کی شفافیت:......مدارس سے لوگ تعاون کرتے ہیں ہم کسی ملک سے امداد نہیں لیتے، یہاں کے لوگ زکوٰۃ، صدقات، عطیات سے مدارس کا تعاون کرتے ہیں، مدارس کے کروڑوں روپے یہاں کے لوگ دیتے ہیں، ہم کہیں باہر سے پیسہ نہیں لیتے، ہم باقاعدہ آڈٹ کرواتے ہیں، ہماری آڈٹ رپورٹیں موجود ہیں۔ کئی لوگ ہمیں پیسے دیتے ہیں تو رسید نہیں مانگتے ہم پھر بھی رسید کاٹتے ہیں کیونکہ ہم نے قبراور آخرت خراب نہیں کرنی۔ دو دو تین تین لاکھ روپے لوگ ہمیں دیتے ہیں اور کہتے ہیں ہمیں رسید نہیں چاہیے، نام نہیں بتاتے، ہم اس رقم کی ''اللہ کا ایک بندہ'' لکھ کر رسید کاٹ دیتے ہیں، پیسہ مل رہا ہے سیاسی جماعتوں کو، پیسہ مل رہا ہے این جی اوز کو، پیسہ مل رہا ہے آپ لوگوں کو حکومتوں کو باہر سے، آپ اُن کا حساب دیں ہمیں کوئی پیسہ نہیں ملتا اگر ملتا ہے تو ہمیں ڈر بھی کوئی نہیں، آپ لگا دیں پابندی! کہ امداد نہیں آئے گی، ہم کونسا کسی ملک سے امداد لے رہے ہیں اور اسی میٹنگ میں وزیر داخلہ چوہدری نثار علی خان صاحب، سابق وزیر داخلہ عبدالرحمٰن ملک موجود تھے تو محترم وزیر داخلہ چوہدری نثار علی خان صاحب نے بتایا کہ ابھی جان کیری آئے تھے، میں نے ان سے بڑی کھلی اور کھری باتیں کیں، انہوں نے کہا کہ ہم آپ کی امداد کرنا چاہتے ہیں تو میں نے کہا کہ آپ کی امداد کی ابھی ہمیں ضرورت نہیں ہے، پہلے ہم یہ چیک کر رہے ہیں کہ پچھلے دورِ حکومت میں جو آپ نے امداد دی تھی وہ کہاں خرچ ہوئی؟

قومی ایکشن پلان کی تصحیح:......اس قومی ایکشن پلان کے بعد ہم نے گورنمنٹ سے یہ کہا کہ آپ نے جو ہمارا ذکر کیا، ایک نکتہ ہمارے بارے میں بھی یہ واقع کے خلاف ہے، آپ اگر اِسے برقرار رکھنا چاہتے ہیں تو امتیازی انداز اختیار نہ کریں، پھر یوں لکھیں ''تعلیمی اداروں کی رجسٹریشن''۔ اس میں اسکول بھی آجائے گا، مدرسہ بھی آجائے گا، کالج بھی، یونیورسٹی بھی، مدرسے کو نشانہ کیوں بناتے ہو؟ انہوں نے ہماری اس بات کو مانا اور وعدہ کیا کہ ہم اس سے لفظِ مدرسے کو نکال دیں گے، ''تعلیمی ادارہ'' لکھیں گے۔

1717 کے اشتہارات کی بندش:......اس کے بعد قومی اخبارات میں اشتہار آنا شروع ہوگیا، آپ نے بھی پڑھا ہوگا، بڑے بڑے اشتہار آئے کہ اگر آپ کے اردگرد کہیں دہشت گردی کی ٹریننگ ہو رہی ہو تو 1717 پر اطلاع دیں، تمام اخبارات میں آیا تھا اور اس میں لکھا تھا کہ آپ کے قریب کہیں مدرسے میں مسجد میں دہشت گردی کی تربیت دی جارہی ہو تو اطلاع دیں...... میں نے اس سلسلے میں وزیر اعظم صاحب کے ایک سیکریٹری صاحب کو فون کیا جو ملتان میں بھی رہے ہیں بطور افسر، دوست تھے میں نے ان سے بات کی، وزیر داخلہ سے بات کی، کئی لوگوں سے بات کی، میں نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ دہشت گردی کو ختم کرنے میں مخلص نہیں ہیں، آپ مدرسہ مسجد کو نشانہ بنا رہے ہیں، آپ یہ کہیں کہ آپ کے قریب کہیں بھی دہشت گردی کی ٹریننگ ہو، کوئی دہشت گرد ہو، آپ اطلاع 1717 پر کریں، وہ کوئی اسکول ہو، کوئی کالج ہو، یونیورسٹی ہو، کوئی مکان ہو، کوئی میدان ہو، کوئی محلہ ہو، اور کوئی بھی، مدرسہ بھی اس میں آجائے گا

کوئی بھی جگہ آجائے گی، آپ اس کو صرف اور صرف مدرسہ کے ساتھ کیوں محدود کر رہے ہیں۔ انہوں نے مجھ سے کہا مولانا آپ کی دونوں باتیں درست ہیں۔ نیشنل ایکشن پلان میں بھی صرف مدرسہ کا لفظ نہیں آنا چاہیے! تعلیمی ادارے آنا چاہیے! اور اشتہار میں بھی مدرسہ مسجد کا نام نہیں آنا چاہیے! ہم اس کو ان شاء اللہ کل سے ہی بند کروائیں گے۔ وہ بھی بات مانی گئی وہ اشتہار بند ہوگیا، ہم نے یہ نہیں کہا تھا کہ بند کرو، ہم نے کہا تھا عام لفظ کرو! کہ آپ کے قریب کہیں بھی دہشت گردی کی تربیت ہو، اس کی فوراً اطلاع دی جائے۔

مدعی سست گواہ چست:......اس کے بعد یہ ہوا کہ محترم وزیر اعظم صاحب نے چونکہ 24 دسمبر کے خطاب میں ہمارا ذکر کیا تھا، قومی ایکشن پلان میں ہمارا ذکر آیا تھا تو میڈیا، پولیس اور حکومت کے بعض ادارے ہمارے طرف متوجہ ہوگئے، اور پولیس والے ڈنڈے لے کر پہنچ گئے، میں نے سنایا محترم وزیر اعلیٰ شہباز شریف صاحب کی میٹنگ میں، میں نے کہا جب ہم حضرت قاری رحیم بخش ؒ کے پاس پڑھتے تھے اور ہمارے سبق میں منزل میں کوئی غلطی آتی تو قاری صاحب کہتے نگران کو کہ اس کو ایک ڈنڈا لگا! ابھی قاری صاحب چہرہ ہی اٹھاتے ہاتھ بھی نہیں ہلایا ہوتا تھا کہ نگران دو تین لگا دیتا تھا اور قاری صاحب کہتے تھے بس کرو وہ دو تین اور لگا دیتا تھا، میں نے کہا وزیر اعظم نے کہا کہ مدرسوں کو چیک کرنا ہے، پولیس والے ڈنڈے لے کر ہمارے مدرسوں میں آگئے۔ آپ نے ابھی کوئی بات طے نہیں کی، کوئی ہدایت نہیں کی، زبانی بات ہوئی کہ ہم مدرسوں کے حوالے سے بات کریں گے اور وزیر اعظم نے کہا مشورہ کریں گے، اپنی تقریر میں بھی انہوں نے یہی کہا ہم مدارس سے مشورہ کریں گے، میڈیا کے بارے میں بھی کہا کہ ہم مشورہ کریں گے، وہ ابھی مشورہ ہوا نہیں، کوئی بات طے نہیں ہوئی اور پولیس والے اور مختلف اہلکار مدرسوں میں فارم لے کر آگئے کہ ہم نے آپ کا ڈیٹا جمع کرنا ہے۔

حکومتی اداروں کی بدنظمی اور پولیس تجاوز:......اور ہمارا اس میں مؤقف یہ ہے، ہم نے کل بھی یہ کہا ہے اور حکومت نے ہمارے مؤقف سے اتفاق کیا ہے، ہم نے کہا جتنے پاکستان میں تھانے ہیں اتنے فارم تقسیم ہو رہے ہیں، ہر ایک تھانے کا فارم الگ ہے، جتنی ایجنسیاں ہیں ہر ایک نے اپنا فارم بنایا ہوا ہے۔ یہ کوئی حکومت ہے؟ یہ کوئی نظم ہے؟ کیا یہاں کوئی حکومت نہیں ہے؟ کہ ہر ایک اپنی مرضی کا فارم بنا کر چل رہا ہے۔ ملک میں ایک نظام ہوتا ہے، پھر ایسے فارم اس میں پوچھا جا رہا ہے ہمارے استاد سے کہ اپنی بیٹیوں کے نام بتاؤ؟ ان کے فون نمبر دو! طالب علموں سے کہا جا رہا ہے اپنی بہنوں کے نام بتاؤ! اُن کی تعلیم بتاؤ! اُن کے پتے دو! اُن کے موبائل نمبر دو! میرے پاس ہے میں یہ فارم لے کر آیا ہوں بغیر دلیل اور ثبوت کے کوئی بات نہیں کروں گا، یہ کل میں نے کہا قاضی صاحب موجود تھے۔ میں نے کہا چوہدری نثار علی خان صاحب کو خطاب کر کے میں نے کہا چوہدری نثار علی خان صاحب! میں آپ سے اگر پوچھوں مجھے اپنی بیٹیوں کے نام بتاؤ؟ اُن کے موبائل نمبر دو! آپ کے دل پر کیا گزرے گی؟ میں نے کہا کیا ہم انسان نہیں ہیں؟ ہمارے طلبہ، طالبات اور اساتذہ کا کوئی تقدس اور احترام نہیں ہے؟ اور میری طبیعت پر رقت طاری ہوگئی اور یہ بیان کرتے ہوئے میری

آنکھوں سے آنسو آ گئے، میں اشک بار ہو گیا۔ یہ توہین آمیز رویہ! یہ قوم کے بچے نہیں ہیں؟ یہ چالیس لاکھ طلبہ وطالبات جو مدارس میں پڑھتے ہیں، یہ پاکستانی نہیں ہیں؟ پاکستان پر بُرا وقت آیا تو تم پیچھے ہو گے یہ آگے کھڑے ہوں گے۔ میں نے گوجرانوالہ کے بنات کے مدرسہ کا ذکر کیا کہ وہاں مردانہ پولیس گئی اور بچیوں کی تلاشی لی، کمروں کی تلاشی لی اور جن بچیوں نے پردہ کیا اُن کے چہروں سے پردے ہٹا دیئے، یہ کیسی کارروائی ہے؟ یہ کیا کر رہے ہیں آپ؟ آپ بھی بیٹیوں والے ہیں۔اس پر محترم وزیر داخلہ نے کہا کہ میں اس کا نوٹس لوں گا۔

مدارس سے کوائف حاصل کرنے کا عملی طریقہ:...... میں نے کہا آپ کو مدارس کے کوائف چاہئیں، سب سے پہلا طریقہ تو یہ ہے کہ ہم رجسٹریشن کرواتے ہیں آپ وہاں سے لے لیں۔ آپ کے حکومتی اداروں کے آپس میں رابطے نہیں ہیں، ہمارے پاس تھانے کا آدمی آتا ہے کہتا ہے کوائف دو! وہ ابھی بیٹھا ہوتا ہے، سپیشل برانچ کا بندہ آ جاتا ہے، وہ ابھی جاتا ہے گیٹ پر ہوتا ہے، آئی ایس آئی کا آ جاتا ہے، وہ ابھی نہیں گیا ہوتا، آئی بی کا آ جاتا ہے، ہر ایجنسی کا بندہ آ جاتا ہے، آپ کا آپس میں رابطہ ہونا چاہیے، جوڑ ہونا چاہیے، ایک ادارہ ہم سے لے اور وہ باقی اداروں کو دے دے، اس کے لیے طریقہ کار طے کر لیں، وقت طے کر لیں، سال میں ایک مرتبہ ایک ادارہ لے، ون ونڈو آپریشن ہو، باقی سب اس سے لے لیں، مدارس کو تنگ نہ کریں اور ہمارے ساتھ بیٹھ کر فارم طے کر لیں اس کا نام رجسٹریشن فارم ہی ہو، ضروری کوائف ہم اس میں دے دیا کریں گے۔ اور میں نے کہا عید الاضحیٰ کے بعد ہم دے دیا کریں گے، شوال میں ہمارا تعلیمی سال شروع ہوتا ہے، عید الاضحیٰ تک ہمارے طالب علم آتے جاتے رہتے ہیں عید الاضحیٰ کے بعد ذی الحجہ کے مہینہ میں یا محرم میں آپ ہم سے کوائف لے لیا کریں پھر سال کے بعد کوائف لے لیا کریں، یہ ہمارا موقف ہے ہمیں کوئی انکار نہیں ہے لیکن ہم وہی کوائف دیں گے جن پر ہمارا اور آپ کا اتفاق ہو گا، انہوں نے اس بات کو اصولی طور پر تسلیم کر لیا اور یہ کہا کہ ہم آپ کے مشورے سے وہ فارم طے کریں گے اور اس کا طریقہ کار بھی طے کریں گے۔

"امتیازی قوانین" نا قابلِ قبول ہیں:......ہم کسی بھی امتیازی قانون کو قبول نہیں کریں گے، رجسٹریشن کرنی ہے؟ تمام اداروں کی کرو! جگہ جگہ گلی گلی اسکول کھلے ہیں کوئی پوچھنے والا نہیں، پرائیویٹ یونیورسٹیاں کھلی ہیں، منہ مانگی فیسیں لے رہے ہیں، اسکولوں کالجوں میں پڑھنے والے طلبہ کے فارم، اُن کے کوائف کیوں نہیں جمع کیے جا رہے، این جی اوز بنی ہوئی ہیں، کتنی تنظیمیں بنی ہوئی ہیں، کوئی رجسٹریشن نہیں ہے، جو قانون بناؤ سب کے لیے بناؤ، امتیازی قانون انصاف کے خلاف ہے، آئین کے خلاف ہے، اجلاس میں موجود تمام سیاسی جماعتوں کے قائدین نے تائید کی کہ جالندھری صاحب جو کہہ رہے ہیں واقعی امتیازی قانون نہیں بننا چاہیے جو قانون بنے وہ سب کے لیے بنے، سب کی رجسٹریشن کریں، سب کا ڈیٹا جمع کریں اور ہم نے یہ بھی کہا کہ آپ نے کہا کہ غیر قانونی زمین پر جو مسجد، مدرسے موجود ہیں اُن کو گرا دیں گے، میں نے کہا اس میں بھی قانون سب کے لیے بناؤ غیر قانونی زمینوں پر پلازے بھی بنے ہوئے ہیں، کوٹھیاں بھی بنی ہوئی ہیں،

مارکیٹیں بھی بنی ہوئی ہیں، آپ کے وزراء افسروں کے گھر بھی بنے ہوئے ہیں، اگر قانون بنائیں تو سب کے لیے بنائیں۔

مدارس کا نصاب قرآن، حدیث، فقہ ہے:...... مدارس کے نصاب کے بارے میں بات کی جاتی ہے۔ ہمارا نصاب قرآن وحدیث ہے، فقہ ہے، دینی علوم ہیں۔ مدارس کا نصابِ تعلیم متحرک اور عصرِ حاضر کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہے۔ مدارس کے مقصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے ''نصابِ تعلیم'' کے سلسلے میں جو بھی مثبت تجاویز ہوں گی ہم ان پر غور کریں گے۔

کیا مدارس کا نصاب وہ طے کریں گے جن کو سورۃ اخلاص بھی نہیں آتی:...... مدارس کا نصاب جدید علوم کی تعلیم پر بھی مشتمل ہے۔ ہمارے مدارس میں سائنس، ریاضی، معاشرتی علوم، مطالعہ پاکستان، انگلش اور کمپیوٹر کی تعلیم بھی ہو رہی ہے لیکن یہ بات بھی واضح رہے کہ نصابِ تعلیم کا معاملہ اُن کے سپرد نہیں کیا جاسکتا جو سورۂ اخلاص بھی نہیں پڑھ سکتے اور یہ بھی نہیں جانتے کہ قرآنِ کریم کے پارے تیس (۳۰) ہیں یا چالیس (۴۰)۔

مدارس اصل میں اسٹریم ہیں:...... اکثر آپ نے یہ بھی سنا ہوگا کہ مدارس کو ہم نے مین اسٹریم میں یعنی ''قومی دھارے'' میں لانا ہے تو میں نے جواباً کہا آپ ہمیشہ کہتے ہیں کہ جناب قومی دھارے میں مدرسے کو لانا ہے، آپ یہ بتائیے کہ قومی دھارا ہے کیا؟...... خاموش، میں نے کہا میں آپ کو بتاتا ہوں، قومی دھارا وہ ہے جو ہمارے پاکستان کے آئین نے متعین کیا ہے، کہنے لگے کیا؟ میں نے کہا ہمارے آئین نے متعین کیا ہمارا قومی دھارا ہے اسلام اور ہم مدرسوں میں اسلام پڑھاتے ہیں، اگر تو آپ نے اپنے قومی دھارے سے اسلام کو نکال دیا ہے پھر تو ہمیں قومی دھارے میں لانے کی بات کریں اور اگر اسلام ابھی آئین میں موجود ہے تو پھر اپنے تعلیمی اداروں، نظام اور نصاب کو قومی دھاروں میں لاؤ، ہمیں قومی دھارے میں لانے کی فکر نہ کرو، ہم پہلے سے قومی دھارے میں ہیں کیونکہ ہماری قوم کا دھارا اسلام ہے، ہمارا دھارا قرآن ہے، سنت ہے، اس دھارے کو پاکستان کے آئین نے متعین کیا ہے اور ہم اسی دھارے میں شامل ہیں بلکہ ہم کہہ رہے ہیں آپ اس میں نہیں ہیں آپ اس میں آجائیں۔

اکیسویں ترمیم کی تائید:...... آخر میں اکیسویں ترمیم کے بارے میں عرض کروں گا، یاد رکھیں! یہ جو قانون بنا ہے ہمارا مؤقف یاد رکھیں، ہم دہشت گردوں کے خلاف ہیں، دہشت گردی کے خلاف ہیں، ہم امن چاہتے ہیں، ہمارے مدرسوں کے طلبہ تب ہی تعلیم حاصل کرسکیں گے جب امن ہوگا، ہم خود کلاشن کوفوں کے سایے میں زندگی گذار رہے ہیں ہمارے کتنے علماء وطلباء شہید ہوئے ہیں اس لیے اس ملک کا امن اس کی سلامتی اس کا استحکام ہمیں اپنی جان سے زیادہ عزیز ہے ''ملکی امن'' پر کوئی دورائے نہیں ہیں، ہم امن چاہتے ہیں اور اس ملک کی سلامتی کے لیے دعائیں کرتے ہیں، ہمارے مدرسوں میں سورۃ یٰسین کے ختم ہو رہے ہیں، آیت کریمہ پڑھی جارہی ہے، ملک کے امن کے لیے دُعائیں ہو رہی ہیں، ہم اس کی سلامتی پر یقین رکھتے ہیں اور اس کی سلامتی ہمیں اپنی جان سے زیادہ عزیز ہے، ملک ہے تو ہمارے مدرسے ہیں، ملک ہے تو ہماری مسجدیں ہیں، ملک کے لیے دعائیں ہو رہی ہیں، ہم نے کہا دہشت گردوں کے خلاف

آپ کاروائی ضرور کریں، لیکن آپ نے مذہب اور فرقے کو جو نشانہ بنایا اور صرف اس دہشت گرد کا کیس فوجی عدالت میں جائے گا جو مذہبی پہچان رکھتا ہو، یہ انصاف کے خلاف ہے، ہر طرح کے دہشت گرد کا کیس، خواہ وہ زبان کی بنیاد پر، قومیت کی بنیاد پر، صوبائی تعصب کی بنیاد پر، مسلک اور مذہب کے نام پر، جس عنوان پر بھی دہشت گردی کرے اس کا کیس فوجی عدالت میں جانا چاہیے۔

مولانا فضل الرحمٰن کا مؤقف:......یہی مؤقف تھا حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم کا (اللہ ان کی عمر میں برکت دے) مولانا نے پارلیمنٹ میں ہمارا کیس بہت مضبوطی سے لڑا اور بڑی جرات سے لڑا ہے اور مؤقف اختیار کیا کہ دہشت گردوں میں فرق نہ کرو، دہشت گرد، دہشت گرد ہے خواہ زبان کی بنیاد پر، قومیت کی بنیاد پر، صوبائی تعصب کی بنیاد پر، خواہ مسلک اور مذہب کے نام پر دہشت گردی کرے ہر قسم کے دہشت گرد کو آپ فوجی عدالت میں لائیں اور تختہ دار پر لٹکائیں۔ آپ کہتے ہیں بیس میں سے پانچ کو پکڑو پندرہ کے کیس عام عدالت میں، ہم کہتے ہیں بیس کے بیس فوجی عدالت میں، ہمارا مؤقف اسلام کے مطابق ہے یا اُن کا، یہ ہمارا مؤقف ہے الحمدللہ مولانا نے اس پر آواز اُٹھائی آج پاکستان کے ریاستی ادارے، حکومت اور بہت سی جماعتیں دانشور اور وکلاء اس کی تائید کر رہے ہیں کہ یہ تفریق ختم ہونی چاہیے یہ فرق ختم ہونا چاہیے۔

مسئولین اور ارکان عاملہ کو ہدایات:......میرے دوستو! ہم نے تمام مسئولین اور تمام ارکان عاملہ کو 2005ء میں جو حکومت سے مدارس کی رجسٹریشن کا معاہدہ ہوا، کی کاپی بھیج دی ہے اور اس میں تمام طریقہ لکھا ہوا ہے، حکومت کے دستخط بھی ہیں اور ہمارے مدارس کی تنظیمات کے ذمہ داران کے۔ 2010ء میں ہمارا وزارت داخلہ سے معاہدہ ہوا اس کی کاپی بھی ہم نے تمام مسئولین کو تمام ارکان عاملہ کو بھیج دی ہے۔ حکومت اور ہم میں یہ معاہدہ ہوا تھا کہ مدرسے کے خلاف کوئی ثبوت ہوگا تو متعلقہ وفاق کو اعتماد میں لے کر کاروائی کی جائے گی اور اگر مدرسوں کے کوائف چاہیے ہوں تو وہ حکومت مدرسوں سے نہیں مانگے گی اس مدرسے کا جس وفاق سے الحاق ہوگا اس سے مانگے گی، اس معاہدہ کی کاپیاں مسئولین سے لے لیں جو لوگ آپ کے پاس آئیں آپ ان کے سامنے یہ رکھ دیں اور اس کی پابندی کریں اور یہ کہہ دیں کہ کل کے اجلاس میں طے ہوا ہے اس کا طریقہ کار اور آئندہ کوئی نیا فارم مشورے سے بنے گا جو آ جائے گا ہم اس کے مطابق دیں گے، آپس میں اتحاد رکھیں، آپس میں رابطہ رکھیں، نیز آج میڈیا کا دور ہے ہم جس دور میں جی رہے ہیں اس دور کے ہتھیار سنبھالنے ہوں گے، پہلی جنگِ عظیم جن ہتھیاروں سے لڑی گئی دوسری ان سے نہیں لڑی گئی اور آج جو جنگ لڑی جا رہی ہے، اس کے ہتھیار مختلف ہیں۔ اب کہاں گھوڑا کہاں تلوار اب کہاں نیزا، اب تو میزائل آگئے تو ہر زمانے کے ہتھیار مختلف ہوتے ہیں ہم نے ایک خط مرتب کیا ہے اور وہ خط آپ کو دو سے تین دن میں پہنچ جائے گا ان شاء اللہ۔ اس میں سب سے پہلی درخواست یہ ہے کہ آپ اپنے مدرسوں میں دعاؤں کا اہتمام کریں، رجوع الی اللہ، توبہ، استغفار، قرآن

کا ختم، سورۂ یٰسین کا ختم، بخاری شریف کا ختم، آیت کریمہ، مدارس کی حفاظت، ملک کی حفاظت، ملک کی سلامتی کے لیے دعا، نیز جتنی بھی وفاق کی طرف سے ہدایات آئیں ان کی پابندی کریں، اپنے طلبہ کو تعلیم وتربیت تک محدود رکھیں۔ یہ میں آپ سے ہاتھ جوڑ کر درخواست کرتا ہوں، آج پوری دنیا ہمارے اوپر کیمرے لگا کر بیٹھی ہے، نہ بھی ہو تو ہمارا فرض ہے، ہمارے مدرسے تعلیمی اور تربیتی ادارے ہیں، فارغ ہونے کے بعد طالب علم جو چاہے کرے، پڑھنے کے زمانے میں صرف تعلیم کو مقصد بنائے۔ آپ جب نماز کے لیے تکبیر تحریمہ کہتے ہیں اللہ اکبر کہتے ہیں آپ اور میں جب نماز کے لیے کھڑے ہو جائیں، کھانا حلال تھا اب حرام، پینا حلال تھا اب حرام، باتیں کرنا حلال تھا اب کیا ہو گیا؟ حرام، چلنا پھرنا حلال تھا اب کیا ہو گیا؟ حرام، جیسے تکبیر تحریمہ کہو اللہ اکبر تو جب تک سلام نہ پھیرو نماز میں کھانا حرام، پینا حرام، بولنا حرام، چلنا حرام اور باتیں کرنا، حرام اسی طرح مدرسے میں جب کوئی طالب علم آیا اور اس نے داخلہ فارم پُر کیا یہ تکبیر تحریمہ ہے اور دورہ سے فارغ ہو کر سند لے کر جب جائے گا یہ سلام ہے، اس وقت تک ساری چیزیں حرام، مدرسے میں مدرسے کی چار دیواری میں سوائے پڑھنے کے اور کوئی کام نہ کرے۔ ہم ان شاء اللہ تحفظ مدارس کے مشن میں کامیاب رہیں گے، آپ ہمارا سر نیچے نہ کرنا آپ اپنے اکابر کی ہدایات اور اساتذہ کی ہدایات پر چلنا۔ ہم ان شاء اللہ جدوجہد کر رہے ہیں، کامیاب ہوں گے، پہلے بھی کامیاب تھے کیونکہ ہمارے پاس دلیل ہے۔

حکومت کو پیغام:...... باقی حکومت کو یہ پیغام دینا چاہتا ہوں کہ مدارس کی آزادی، خودمختاری، حریتِ فکر وعمل (دینی علوم کی حفاظت واشاعت کے لیے) ہم ہر قیمت پر برقرار رکھیں گے، ان شاء اللہ ان مدارس کی آزادی اور عزت پر کوئی آنچ نہیں آنے دیں گے۔ ہم پاکستان سے محبت کرنے والے لوگ ہیں پاکستان کے جانثار اور وفادار ہیں مگر ہمیں کوئی دیوار کے ساتھ لگانے کی کوشش نہ کرے، اگر ہمیں دیوار کے ساتھ لگانے کی کوشش کی گئی تو بنیاد خطرے میں پڑ جائے گی کیونکہ پاکستان کی بنیاد نظریہ ہے اور ہم اس نظریہ کے محافظ اور چوکیدار ہیں، ہمارے مدارس کے ساتھ توہین آمیز رویہ ختم کیا جائے اور تمام ضلعی افسران سے درخواست کرتا ہوں کہ اپنی طرف سے کوئی نئے فارم، نئے آرڈر، نئے قانون جاری نہ کریں۔ حکومت سے ہمارے مذاکرات ہوئے ہیں جو بات مشورے سے اتفاق کے ساتھ طے ہو گی ہم اس کی پابندی کریں گے اور حکومت سے درخواست ہے کہ ان تمام افسران کا نوٹس لیں جو اپنے اختیارات سے تجاوز کر رہے ہیں، اپنی حدود سے تجاوز کر رہے ہیں اور بلاوجہ اس ملک کے اندر انتشار اور تصادم کی فضاء پیدا کرنا چاہتے ہیں، ہم اس ملک کے بحران میں اضافہ نہیں کرنا چاہتے ہم اس ملک میں دہشت گردی کے خاتمے میں حکومت کے حلیف ہیں حریف نہیں، ہم رفیق ہیں فریق نہیں، ہم معاون اور مددگار ہیں مزاحم نہیں، اس ملک کا امن ہمیں اپنی جان سے زیادہ عزیز ہے، لیکن کوئی ہمارے ساتھ زیادتی کرنا چاہے گا تو ہم اس زیادتی کے خلاف پُرامن اور قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے احتجاج کریں گے۔

واخر دعطوانا عن الحمد لله رب العلمين۔